موبائل: کردار و مسائل

تصنیف

مولانا ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ

ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

ناشر

الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

(جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ہیں)

Mobile : Kirdar -o- Masail

Compiled by :

Maulana Nadeem Ahmed Ansari

Published by :

Al Falah Islamic Foundation, Mumbai, India.

website : www.afif.in

Email : alfalahislamicfoundation@gmail.com

Blog : Alfalahislamicfoundation.blogspot.in

Facebook : facebook.com/alfalahislamicfoundation

کتاب: موبائل: کردار ومسائل

مصنف: مولانا ندیم احمد انصاری

صفحات: ۲۴

سالِ اشاعت: ۲۰۱۶ء

ناشر: الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرس

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	موبائل کا کردار اور مسائل !	۵
۲	موبائل سے متعلق چند فقہی مسائل	۹
۳	موبائل میں قرآن پڑھنا اور پیغامات بھیجنا	۱۴
۴	فون پر 'ہیلو' کا استعمال مباح ہے لیکن بہتر نہیں !	۱۹

موبائل کا کردار اور مسائل!

زمانہ چوں کہ تغیر پذیر ہے، اس لیے اس میں مسلسل ایسے واقعات وحالات رونما ہوتے رہتے ہیں، جن سے یکسر الگ رہ کر زندگی گزارنا تقریباً محال ہے۔ ہر زمانے میں اس دور میں زندگی جینے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ خود کو اپنے عہد یا زمانے کے تقاضے سے ہم آہنگ کریں اور جو کوئی فرد اس سے فرار اختیار کرتا ہے، اسے اس کا خمیازہ کسی نہ کسی صورت میں بھگتنا ہی پڑتا ہے۔ عصرِ حاضر میں انسان نے خداداد صلاحیتوں اور قوتِ فکر و تخیل کو استعمال کر کے جن جدید آلات کو ایجاد کیا ہے، ماضی میں اس کا تصور بھی محال تھا۔ ان ایجادات میں ایک ابلاغ و مواصلات کے ذرائع میں ہونے والی حیرت انگیز ترقی ہے۔ تعجب ہوتا ہے کہ آج سے چند دہوں قبل جو انسان اپنی بات کو چند فرلانگ تک پہنچانے سے قاصر تھا، آج میلوں بلکہ ملکوں تک آن کی آن میں پہنچا سکتا ہے۔ آج موبائل فون نے عصری لحاظ سے ایک ’’جزوِ لازم‘ کی حیثیت اختیار کرلی ہے۔ کسی دن اگر کوئی شخص سہواً اپنا موبائل گھر پر بھول جائے، تو اسے سارے دن ایک عجیب بے چینی اور ایسی کمی کا احساس ہوتا رہتا ہے، جس کا تدارک ’لینڈ لائن فون‘ یا کسی اور چیز سے ممکن نہیں ہو پاتا۔ گزشتہ چند سالوں میں موبائل کا استعمال بہت تیزی سے بڑھا ہے اور اس کے باعث انسانی رشتوں پر بھی گہرے اثرات مرتب

ہوئے ہیں اور لوگوں کے باہمی تعلقات میں بہت فرق آیا ہے۔ موبائل کسی سے رابطہ کا بہت ہی بکار آمد ذریعہ ہے، اس کا استعمال مختلف النوع ہے۔ اس کے ذریعہ جہاں کسی سے بات چیت کی جاسکتی ہے، وہیں SMS اور MMS وغیرہ کے ذریعہ باوجود میلوں مسافت کے، باہم روابط قائم کیے جاسکتے ہیں۔ اب تو انٹرنٹ اور مختلف سوشل سائٹس نے اس کی افادیت کے دائرۂ کار کو لامحدود کر دیا ہے، جس کے باعث کبھی بھی کہیں بھی SURFING کی جاسکتی ہے اور فوٹو، ویڈیو گیمس اور مختلف Apps وغیرہ بھی ڈاؤن لوڈ کیے جاسکتے، نیز کسی کے ساتھ شیئر بھی کیے جاسکتے ہیں۔

ایک تحقیق کے مطابق دنیا بھر میں 15% انٹرنٹ کا استعمال صرف موبائل فون پر کیا جاتا ہے، جبکہ کمپیوٹر، لیپ ٹاپ اور ٹیب لیٹ وغیرہ اس کے سوا ہیں لیکن یہ تحقیق پرانی ہے اب ہمیں لگتا ہے، اس میں دوگنی حد تک تو اضافہ ہوا ہی ہے۔ موبائل کے ذریعہ آفس کے بھی بہت سے کام کاج نمٹائے جاسکتے ہیں۔ مثلاً: ورڈ آفس، مائکرو سافٹ آفس وغیرہ کی سہولیات بھی دستیاب ہیں، جو کام کاج والوں کے لیے نہایت کار آمد ہے، لیکن یہ بھی ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جہاں موبائل کے اتنے فوائد ہیں، وہیں بعض نقصانات بھی ہیں۔ اس میں سرفہرست کثیر الاستعمال ہونے کے باعث اس کے نیٹ ورک کا اعضاے رئیسیہ پر ہونے والے خطرناک اثرات ہیں، جس سے 'برین کینسر' تک کا امکان ہوتا ہے اور موبائل کے اس بے سوچے سمجھے ہر وقت استعمال سے انسان کی سننے اور دیکھنے کی قوت جس حد تک متاثر ہوتی ہے، وہ تو جگ ظاہر ہے۔ موبائل کے بڑھتے استعمال نے جگہ جگہ 'نیٹ ورک ٹاور' نصب کروائے ہیں، جو کہ انسانی آبادی کے لیے حد درجہ ضرر رساں ہیں۔

موبائل کا ظالمانہ استعمال بھی ہمارے معاشرے کی ایک لعنت ہے، جہاں نظر ڈالیے بڑے اور بچے سب اسے بہت بے دردی سے استعمال کرتے ہیں اور چیٹنگ یا گیم وغیرہ کے بہانے اس میں اتنا وقت ضائع کر دیتے ہیں، جو اگر 'تعمیری کاموں' میں لگایا جائے تو اس سے نہایت خوش کن فوائد حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ بچوں کا اس طرح گیم کھیلنا جہاں دوسرے بہت سے مضر اثرات کا باعث ہے وہیں ان کی تعلیم وغیرہ کو بھی نمایاں طور پر متاثر کرتا ہے۔ نوجوان طبقہ کو تو موبائل نے گویا مکمل طور پر اپنا غلام بنالیا ہے۔ اولاً تو ان میں مہنگے سے مہنگا موبائل خریدنے کی ہوڑ لگی رہتی ہے اور اس کے علاوہ نِت نئے ایجاد ہونے والے VERSIONS انھیں اپنی جانب کھینچتے ہیں۔ آپ نے بچشم خود یہ بھی مشاہدہ کیا ہوگا کہ انھی وجوہ سے بعض نوجوان بہت سی غلط راہوں پر بھی چل نکلتے ہیں۔ ایسے نوجوانوں کو صرف اسی پر بس نہیں ہوتا کہ وہ اچھا اور مہنگا موبائل خرید لیں، بلکہ وہ اس طرح موبائل میں منہمک رہتے ہیں کہ انھیں اپنے گرد وپیش کی خبر نہیں رہتی۔ یہ چیزیں بعض دفعہ حادثات کا بھی سبب بن جاتی ہیں۔ یہ بھی مشاہدہ ہے کہ موبائل فون کے ذریعے ہمارے سماج میں جھوٹ کو بہت فروغ ہوا ہے، اور ستم بالائے ستم یہ کہ اسے عیب بھی نہیں سمجھا جاتا۔ گھر پر آرام فرما ہوتے ہیں اور کسی کا فون آتے وقت اسکرین پر اس کا نام دیکھ کر مختلف بہانے بنا دیتے ہیں۔ مثلاً: نکل گیا ہوں، راستہ میں ہوں اور ٹرین میں ہوں وغیرہ وغیرہ۔ ایک باپ اپنی معصوم اولاد کے سامنے یہ حرکتیں کر رہا ہوتا ہے اور اس کے دور رس اثرات سے یکسر غافل ہوتا ہے، نتیجۃً سماج میں جھوٹ کی وبا عام سے عام تر ہوتی جا رہی ہے۔ موبائل کے مضر اثرات اور منفی پہلوؤں میں ایک خطرناک پہلو یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ ہماری نوجوان نسل فحش

تصاویر، پھوہڑ ایس ایم ایس وغیرہ کا لین دین کرتی ہے اور فحش ویڈیو اور مخربِ اخلاق گیت کے ذریعے خود کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کرتے ہیں۔ موبائل کے نقصانات وغیرہ کی بات کرتے ہوئے یہ ذکر کرنا بھی مناسب ہوگا کہ بعض دفعہ اس کی بیٹری پھٹ جانے سے بعض حادثات پیش آجاتے ہیں۔

موبائل کا ایک اور بہت اہم نقصان جو محسوس کیا جا رہا ہے، وہ یہ کہ لوگوں کی بالمشافہ ملاقات میں کمی آ رہی ہے۔ عموماً لوگ اپنے متعلقین سے بوقتِ ضرورت فون وغیرہ پر بات کر لینا کافی سمجھتے ہیں، اب تو واٹس ایپ نے اسے چند الفاظ کا میسیج کرنے تک محدود کر دیا ہے۔ جسے بصیرت کے ساتھ دیکھا جائے، تو اس سے الفت و محبت میں کمی واقع ہوتی ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ صرف فون پر بات کر لینے سے انسان انسانی رشتوں کو ہلکا سمجھنے لگا ہے، کیوں کہ کسی بھی خوشی یا غمی کے موقع پر وہ اپنے متعلقین کے یہاں حاضر ہونے کا متبادل گھر بیٹھے فون کر لینے یا میسیج کرنے کو سمجھنے لگا ہے۔

خلاصہ یہ کہ آج ہمیں ہر قدم پر اس کی ضرورت تو ہے لیکن ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ انسان ان اشیا کا غلام بن کر نہ رہ جائیں بلکہ اس کا استعمال ضرورت کے موقع پر ضرورت کی حد تک ہی کریں۔

موبائل سے متعلق چند فقہی مسائل

اسلام ایک ایسا کامل و مکمل دین ہے، جس میں چھوٹے بڑے، ہر عمل کے متعلق دینی رہنمائی بندوں کے سامنے پیش کی گئی ہے۔ قیامت تک پیش آنے والے تمام مسائل کا حل شریعتِ اسلامی میں موجود ہے۔ اسی کے پیش نظر اس سے متعلق دینی رہنمائی پر مشتمل چند باتیں مزید ہدیۂ قارئین کی جا رہی ہیں۔

❁ کیمرے والے موبائل سے چوں کہ ایسے مناظر کی تصویر بھی لی جا سکتی ہے، جس میں کوئی جاندار نہ ہو، اس لیے کیمرے والے موبائل خریدنا مطلقاً ناجائز نہیں ہوگا، بلکہ اس کا ناجائز استعمال ہی ناجائز قرار دیا جائے گا۔ ایسے موبائل کی خرید و فروخت پر نفع اور اس کی Repairing کی اجرت بھی جائز ہے۔

❁ موبائل میں ایسے پروگرام ڈالنا، جو مفید ہوں، نیز ان میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو، تو یہ عمل فی نفسہٖ درست ہے اور اس پر نفع اور اجرت لینا بھی جائز ہے، لیکن موبائل میں گانے کی آوازوں، اسی طرح فحش تصاویر کی ڈاؤن لوڈنگ کسی حال میں بھی جائز نہیں ہے۔ اور اس طرح کی ڈاؤن لوڈنگ پر اجرت لینا بھی جائز نہیں اور اس کی آمدنی بھی حلال نہیں۔

❁ موبائل کی کالرٹون میں گانے وغیرہ اور میوزک لگانا ہرگز جائز نہیں، بلکہ

سخت گناہ ہے۔ جو لوگ اپنے موبائل میں گانے وغیرہ کو اس طور پر سیٹ کرتے ہیں کہ جب انھیں کوئی شخص فون کرے، تو اسے گانا سنائی دے، اس طرح یہ عمل خود گنہگار بننے کے ساتھ اوروں کو بھی خواہ مخواہ گناہ میں مبتلا کرنے کی کوشش کرنا ہے، لہٰذا جائز نہیں۔ البتہ کسی شخص کو ایسے آدمی سے رابطہ کرنے کی ضرورت پڑے، جس نے موبائل میں گانا فٹ کر رکھا ہو، اور اس بنا پر رابطہ کرنے والا بلا ارادہ مجبوراً گانے کی آواز سن لے، تو وہ گنہگار نہ ہوگا۔ انشاء اللہ۔ چڑیا یا جانور وغیرہ کی آواز میوزک میں داخل نہیں۔

❁ موبائل کی رنگ ٹون میں اذان کے کلمات فیڈ کیے جائیں گے تو یہ اذان کا بے استعمال ہوگا اور اسے بے ادبی سمجھا جائے گا اور اگر بیت الخلا وغیرہ میں یہ گھنٹی بجی تو قباحت اور بھی بڑھ جائے گی، گویا کریلا نیم چڑھا۔

❁ سونے والوں کو نماز کے لیے جگانا، یہ بھی اذان کے مقاصد میں سے ہے، اس لیے تہجد یا فجر یا کسی نماز کے لیے الارم گھڑی یا موبائل میں اذان کی آواز رکھنے کی گنجائش ہے۔

❁ موبائل میں قرآن واحادیث اور ادعیہ ماثورہ وغیرہ محفوظ کرنے میں کوئی حرج نہیں، البتہ اگر انھیں کھول کر چلایا جا رہا ہو تو اس حالت میں بیت الخلا اور استنجا وغیرہ میں اس موبائل کو لے کر جانا سخت بے ادبی شمار ہوگا (جو کہ درست نہیں) تاہم اگر موبائل بند ہے یا وہ پروگرام بند ہے، جس میں آیات وغیرہ محفوظ ہیں، تو ایسی حالت میں موبائل کو استنجا خانہ وغیرہ میں لے جانا منع نہیں۔

❁ موبائل کے ذریعہ دینی بیانات یا نعتیہ نظموں وغیرہ کا سننا جائز ہے، بشرطیکہ اس میں تصاویر، میوزک، عورتوں اور اَمرد کی آواز نہ ہو۔

❁ موبائل کی گھنٹیاں بجا بجا کر کسی کو پریشان کرنا، ناجائز اور گناہ ہے اور مِس کال کرنے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ شخص جس کو مِس کال کی جارہی ہے، اس سے بے تکلفی ہے یا یہ علم ہے کہ وہ مِس کال دیکھ کر خود کال کرے گا تو اسے ناگواری نہیں ہوگی، ایسے شخص کو مِس کال کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر کسی اجنبی شخص یا ایسے شخص کو مِس کال کی جائے، جسے خود کال کرنے میں ناگواری ہو، تو یہ عمل درست نہیں۔

❁ کال ویٹنگ سسٹم میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لیے کہ اس میں قصداً ایذاے مسلم کا پہلو نہیں پایا جاتا، یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص گھر میں کسی کام میں مشغول ہو اور باہر سے آنے والا کوئی شخص گھنٹی بجا کر واپس چلا جائے۔

❁ فون پر گفتگو کی ابتدا (ملاقات کی طرح) السلام علیکم سے کرنا بہتر ہے اور اگر فون اٹھاتے وقت یہ معلوم نہ ہو کہ فون کرنے والا مسلمان ہے یا غیر مسلم؟ اور فون اٹھانے والے نے بے خبری میں سلام کرلیا، تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔ البتہ غیر مسلم کو جان بوجھ کر سلام کرنا ممنوع ہے۔ نیز ایک بار موبائل سے دعا سلام اور گفتگو وغیرہ کے بعد موبائل رکھ دیا جائے، پھر ایک آدھ منٹ کے بعد دوبارہ کال لگایا جائے، تو اسی طرح گفتگو سے پہلے سلام سے ابتدا کرنا مسنون ہوگا، جس طرح پہلی مرتبہ، اور کال کے ختم پر بھی سلام کے ساتھ گفتگو ختم کرنا مسنون ہوگا جیسے عام ملاقات کے اختتام پر۔

❁ عام حالات میں بلا اجازت موبائل میں کسی کی گفتگو ریکارڈ کرنا جائز نہیں، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے ''مجلسوں میں کہی ہوئی بات امانت ہے'' اور ریکارڈ کرنے کی وجہ سے یہ امانت محدود نہ رہ سکے گی، بلکہ دوسروں تک پہنچنے کا عین امکان ہے۔

۞ بلا ضرورت اجنبی عورت سے بات چیت کی شریعت اجازت نہیں دیتی، لیکن اگر کوئی ضرورت درپیش ہو تو اجنبی عورت سے بقدرِ ضرورت بات چیت کی گنجائش ہے۔

۞ اولاً تو نماز کے وقت موبائل بند کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے، لیکن اگر کسی وقت غلطی سے موبائل بند کرنا رہ جائے اور دورانِ نماز گھنٹی بجنے لگے، تو عملِ کثیر کے بغیر گھنٹی بند کرنا ممکن ہو تو بند کر سکتے ہیں، لیکن اگر گھنٹی بند کرنے کے لیے عملِ کثیر کرنا پڑے تو اس طرح موبائل فون بند کرنے سے نماز فاسد ہو جائے گی، ایسی صورت میں موبائل بند نہیں کرنا چاہیے۔ نماز میں عملِ قلیل اور عملِ کثیر کی تعیین کے متعلق حضراتِ فقہاء کے جو اقوال منقول ہیں، ان میں سے راجح قول یہ ہے کہ ہر ایسا عمل، جو نماز کی درستگی کے لیے نہ ہو اور نہ ہی نماز کے اعمال میں سے ہو اور اس کے کرنے سے دور سے دیکھنے والے شخص کو غالب گمان ہو جائے کہ یہ شخص نماز میں نہیں ہے، تو یہ عملِ کثیر ہے لیکن اگر وہ عمل اس حد تک نہ پہنچے تو وہ عملِ قلیل ہے۔

موبائل فون کو بلا شبہ پوری نماز میں تین مرتبہ عملِ قلیل کے ساتھ بند کرنا جائز ہے اور ایک رکن میں بھی تین بار عملِ قلیل کے ساتھ بند کیا جا سکتا ہے، بشرط یہ کہ پے در پے نہ ہو یعنی تین مرتبہ سبحان ربی العظیم وغیرہ کہنے کے برابر یا اس سے کم وقت میں تین بار واقع نہ ہو، کیوں کہ اگر اس طرح پے در پے اتنے مختصر وقت میں تین حرکات واقع ہو گئیں، تو یہ عملِ کثیر ہو جائے گا اور اس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ یہ بھی خیال رہے کہ نماز کے دوران موبائل جیب میں رکھے رکھے بند کیا جا سکتا ہے، لیکن جیب سے نکال کر بٹن وغیرہ دیکھ کر بند کیا، تو نماز فاسد ہو جائے گی، اس لیے کہ ایسا کرنا بھی عملِ کثیر ہے۔

کسی کے موبائل کی گھنٹی بجنے پر نماز میں خلل وغیرہ کا اندیشہ ہوتو پاس میں بیٹھے ہوئے شخص کو موبائل والے کی اجازت کے بغیر بھی اس کا موبائل بند کر دینا جائز ہے، بلکہ ایک طرح سے اس کے ساتھ ہم دردی اور تعاون ہے۔

❁ موبائل میں آیتِ سجدہ وغیرہ فیڈ کی ہوئی ہو اور وہ چلائی جائے تو اسے سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا اور اگر کوئی شخص اسی وقت اس پر تلاوت کر رہا ہو، تو سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا۔

❁ نمازی کا موبائل اپنے سامنے رکھ کر نماز پڑھنا اچھا نہیں، مکروہِ تنزیہی ہے، اس لیے کہ یہ فعل خشوع میں خلل ڈالنے والا ہے اور بعض اوقات وائبریشن پر ہونے کی صورت میں آس پاس والوں کی نماز میں بھی خلل ہوگا، یہی نہیں بلکہ موبائل اگر سائلنٹ موڈ پر ہو اور اس وقت کال آئے تو بھی اس میں جو لائٹ جلے گی، وہ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے گی۔

❁ چوں کہ اب موبائل کا استعمال بہت عام ہو گیا ہے۔ اس لیے ضرورت کی بنا پر جماعت سے قبل موبائل بند کرنے کا اعلان نہ صرف جائز بلکہ مناسب ہے، تا کہ دورانِ نماز موبائل کی گھنٹی بجنے سے نماز میں خلل واقع نہ ہو۔

❁❁❁

موبائل میں قرآن پڑھنا اور پیغامات بھیجنا

گذشتہ چند سالوں میں موبائل کا استعمال نہایت تیزی سے بڑھا ہے۔ اب اس کے بغیر دن کاٹنا تقریباً ایک محال امر ہو گیا ہے۔ موبائل کے فوائد و نقصانات پر تفصیلاً گفتگو کا تو یہ موقع نہیں، اس وقت ایک دو مسئلوں پر قارئین کی توجہ مبذول کرانا مقصود ہے؛ (۱) موبائل پر آنے والے پیغامات کو بلا سوچے سمجھے آگے منتقل (forward) کرنا (۲) موبائل پر قرآن مجید پڑھنا۔

مشاہدہ ہے کہ موبائل فون کے باعث ہمارے سماج میں جھوٹ اور بے سند باتوں وافواہوں کو بہت فروغ ہو رہا ہے یعنی ایک طرف جہاں اس کے ذریعے بہت سے دینی و دنیوی مقاصد حاصل کیے جا رہے ہیں، دوسری طرف بعض بالکل بے سر و پا باتیں بھی رواج پا رہی ہیں۔ اس کو آلہ بنا کر بعض ایسی باتیں جن کا دین و شریعت سے کوئی تعلق نہیں، انھیں دین کے سانچے میں ڈھال کر اس طرح پیش کیا جا رہا ہے گویا ایک نیا دین لوگوں کے ذہنوں میں جڑ پکڑنے لگا ہے اور اس بات کو کارِ ثواب سمجھ کر لوگ اس اہتمام سے آگے پہنچاتے ہیں کہ اگر واقعی دین کی صحیح اور محقَّق باتوں کو اس درجہ فروغ دیا جاتا تو ایک صالح معاشرہ وجود میں آسکتا تھا۔

آج کل موبائل کے ذریعے ایس ایم ایس یا اس پر انٹرنیٹ کی سہولیات سے

استفادہ کرتے ہوئے ای میل یا واٹس ایپ جیسی اپلکیشنز کی مدد سے بعض لوگ مذہبیات سے متعلق کوئی بات بھیج کر اسے بہت سی شرطوں سے مشروط کر دیتے ہیں۔ بعض دفعہ وہ بات تو اصلاً درست ہوتی ہے لیکن اس میں لگائی گئی شرطیں محض لغو ہوتی ہیں۔ مثلاً: اتنے لوگوں کو یہ میسیج فارورڈ کریں تو یہ خوش خبری ملے گی اور ایسا نہیں کیا تو یوں ہو جائے گا وغیرہ وغیرہ۔ ایک طریقہ یہ ایجاد کیا گیا ہے کہ ماں جیسے کسی پاک رشتے سے متعلق کوئی جذباتی میسیج لکھا جاتا ہے اور اس کے آگے لکھتے ہیں کہ اگر آپ بھی اپنی ماں سے محبت کرتے ہیں تو ضرور اس میسیج کو کم از کم اتنے لوگوں کو بھیجیں وغیرہ وغیرہ۔ بعض دفعہ ایسے میسیج آگے بھیج دیے جاتے ہیں، جو خود بھیجنے والے کو بھی سمجھ میں نہیں آتے اور اس کے لکھنے والے کے علم کے متعلق بھی پتہ نہیں ہوتا کہ اس نے جو بات کہی ہے، صحیح علم کی روشنی میں کہی ہے یا یوں ہی الل ٹپ سنی سنائی بات آگے بھیج دی ہے! بس دوستوں نے انھیں بھیجا اس لیے وہ اسے آگے پہنچا دیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ہم نے ایک دینی ذمے داری ادا کر دی۔ خیال رہے رسولِ رحمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جن اخلاقِ حسنہ پر بہت زیادہ زور دیا ہے بلکہ جنھیں ایمان کا لازمہ قرار دیا ہے، ان میں راست گوئی اور صدق و امانت داری بھی ہے، یعنی سچ بولنا بذاتِ خود ایک عبادت ہے۔ سچائی کا دامن کسی دنیوی معاملے میں بھی ہاتھ سے چھوٹنا نہیں چاہیے، پھر دین کے معاملے میں ایسی باتوں کی کیسے اجازت دی جا سکتی ہے جن سے اصل دین کی شکل مسخ ہو کر رہ جائے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سخت ممانعت فرمائی ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسولِ رحمت حضرت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری طرف نسبت کر کے حدیث بیان کرنے میں احتیاط کرو۔ صرف وہی حدیث بیان کرو، جس کا حدیث ہونا تمھیں معلوم ہے۔ جس شخص نے بالقصد میری طرف غلط بات منسوب کی، اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لینا چاہیے۔ جس نے قرآن مجید کی تفسیر میں اپنی رائے سے کچھ کہا، اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لینا چاہیے۔ (ترمذی: ۲۹۵۱)

ہاں دین کی مستند باتیں آگے پہنچانے کے ساتھ صرف اتنا کہہ دیا جائے کہ اسے دوسروں تک بھی پہنچانے کا اہتمام کریں تو ثواب کے مستحق ہوں گے وغیرہ وغیرہ، تو اس کی گنجائش ہے۔ یعنی دین کے فروغ کے لیے ان آلات کو تو استعمال کیجیے لیکن دین کی کسی بات کے ساتھ ہرگز کوئی ایسی بات شامل نہ کیجیے جو جھوٹ پر مبنی ہو۔ اگر ان باتوں کا خیال نہ رکھا گیا تو وہی کام جسے نیکی کی نیت اور ثواب کی امید پر کیا جا رہا ہے، آخرت میں عذاب و مواخذے کا سبب بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کی اس سے حفاظت فرمائے۔ آمین

دوسرا اہم مسئلہ یہ موبائل میں قرآن مجید پڑھنے کا ہے، جس میں بہت سے لوگ لاعلمی کی بنا پر غلو کا شکار ہیں۔ اس کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ آج کل موبائل میں قرآن مجید کے متن اور اس کی تلاوت کو محفوظ کرنے کی آسانی پیدا ہو گئی ہے، اس طرح سفر و حضر میں کہیں بھی قرآن کی تلاوت کی جا سکتی ہے، اس میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر موبائل کی اسکرین پر قرآن موجود ہو تو کیا موبائل ہاتھ میں لینے یا اسکرین پر ہاتھ لگانے کے لیے باوضو ہونا ضروری ہوگا یا موبائل کے ڈھانچے کو ایسا غلاف تصور کیا جائے گا جس کو بے وضو چھونے کی گنجائش ہوتی ہے؟

اس سوال کے جواب میں پہلی بات یہ ملحوظ رہے کہ موبائل میں رکارڈ شدہ قرآن مجید کی آڈیو فائل یا اس کا متن محفوظ کرنا بلا کراہت درست ہے، ہاں جس وقت موبائل کا یہ متن اسکرین پر ظاہر ہوگا یا جس وقت وہ آڈیو فائل کھلی ہوئی ہوگی، اس وقت اس کا حکم قرآن کا ہوگا، جس وقت یہ بند پروگرام کی صورت میں فون میمری یا کارڈ میمری میں ہوگا، اس وقت اس پر بیت الخلا وغیرہ میں لے جاتے وقت قرآن کا حکم نہیں لگایا جائے گا اور اگر یہ متنِ قرآن موبائل کی اسکرین پر نظر آتا ہو تو اس صورت میں اسے بیت الخلا میں لے جانا جائز نہیں ہوگا۔ رہا یہ سوال کہ اگر موبائل کی اسکرین پر قرآن موجود ہو تو کیا موبائل ہاتھ میں لینے یا اسکرین پر ہاتھ لگانے کے لیے باوضو ہونا ضروری ہے یا موبائل کے ڈھانچے کو ایسا غلاف تصور کیا جائے گا جسے بے وضو چھونے کی گنجائش ہوتی ہے؟ اس کے جواب میں بادی النظر میں تو یہ خیال ہوتا ہے کہ اس کے لیے وضو ضروری قرار دیا جائے گا اور موبائل کے ڈھانچے کو ایسا غلاف تصور نہیں کیا جائے گا جسے بے وضو چھونے کی گنجائش ہوتی ہے، اس کی نظیر یہ مسئلہ ہے کہ قرآن کے وہ غلاف جو عموماً قرآن مجید کے ساتھ جڑے ہوئے آتے ہیں اور جنھیں بہ آسانی قرآن مجید سے الگ بھی نہیں کیا جا سکتا، انھیں چھونے کے لیے بھی وضو لازم و ضروری قرار دیا جاتا ہے، لیکن تحقیق یہ ہے کہ موبائل پر اس طرح جو آیات نظر آتی ہیں وہ اصلاً ایسے نقوش ہیں، جنھیں چھوا ہی نہیں جا سکتا، کیوں کہ وہ ایک سافٹ ویئر کی مدد سے رونما ہوتے ہیں، جن کے متعلق ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ نقوش موبائل کے شیشے پر نہیں بنتے بلکہ 'ریم' (Ram) پر بنتے ہیں اور شیشے کے اُس پار سے نظر آتے ہیں، لہٰذا اس صورت میں موبائل کے ڈھانچے کو ایسا غلاف تصور کیا جائے گا جسے بے وضو چھونے کی گنجائش ہوتی

ہے یعنی غلافِ منفصل اور اس طرح کے غلاف کو فقہاے کرامؒ نے بلا وضو چھونے کی اجازت دی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''اگر قرآن مجید ایسے غلاف میں ہو جو اس سے جدا ہو، جیسے کوئی تھیلی یا ایسی جلد جو اس میں سِلی ہوئی نہ ہو تو اسے بلا وضو چھونا جائز ہے، اگر وہ غلاف قرآن مجید سے جڑا ہوا ہو تو اسے بلا وضو چھونا جائز نہیں۔ اسی پر فتویٰ ہے۔'' (ہندیہ: ۱/ ۳۹، دار صادر، بیروت)

چناں چہ اس صورت میں موبائل کی اسکرین کی مثال اس طرح سا س قرآن مجید یا اس آیت کی سی ہوگی جسے کسی ورق پر تحریر کیا گیا ہو اور اس ورق کو شیشے کے کسی بکس میں بند کر دیا جاے، ظاہر ہے اس صورت میں کوئی اسے اس شیشے کو ہاتھ لگانے کے لیے وضو کو واجب قرار نہیں دیتا، اسی طرح موبائل کے شیشے پر یعنی اسکرین پر بھی بلا وضو ہاتھ لگانا درست ہوگا۔ فقہ اکیڈمی انڈیا کے سیمینار (2015ء) میں اس موضوع پر جن حضرات نے مقالات لکھے، ان میں راقم الحروف کے علاوہ دیگر متعدد اہلِ علم کی یہی راے ہے۔

واللہ تعالیٰ أعلم وعلمہ أتم

ھذا ما حضر الآن ولعل اللہ یحدث بعد ذلک أمراً

فون پر 'ہیلو' کا استعمال مباح ہے لیکن بہتر نہیں!

راقم الحروف کے ناقص مطالعے و مشاہدے کے مطابق آج انسان اُن مسائل میں بہت زیادہ وقت و دماغ خرچ کرتا ہے جو بہت زیادہ اہم نہیں ہوتے اور جن مسائل کا جاننا اُس کے لیے ضرور ہے ان سے غفلت برقرار رہتی ہے۔ اِس طرح کے سوالوں میں موبائل یا فون کو لے کر گردش کرنے والا ایک اہم مسئلہ لفظ 'ہیلو' استعمال کرنے کا ہے۔ اکثر عوام کی طرف سے رہ رہ کر اس طرح کے سوالات دریافت کیے جاتے رہتے ہیں کہ آیا اس لفظ کا استعمال جائز ہے یا حرام؟ بلکہ بعض اخبارات تک میں ہم نے ایسی خبریں دیکھی ہیں جن میں امامِ حرم کی طرف نسبت کر کے یہ کہا گیا تھا کہ اُنھوں نے 'ہیلو' کا استعمال حرام قرار دیا ہے۔ اسی کے پیشِ نظر یہ تفصیل یہاں درج کی جارہی ہے تا کہ عوام کی غلط فہمیاں دور ہوں۔ تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظ 'ہیلو' کا استعمال مباح ہے البتہ اس کے بہ جاے 'السلام علیکم' استعمال کرنے کی عادت ڈالنا بہتر و اولیٰ اور مسلمان کے شایانِ شان ہے۔

آج کل کثرت سے یہ بات انٹرنیٹ اور موبائل پیغامات کے ذریعے پھیل رہی ہے کہ 'ہیلو' کہنا جائز نہیں ہے، ان پیغامات میں کہا جارہا ہے کہ یہ لفظ 'Hello' 'Hell' سے نکلا ہے اور 'Hell' انگریزی زبان میں جہنم کو کہتے ہیں، اس لیے 'Hello'

کا مطلب ہے جہنمی۔ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظِ 'ہیلو' محض ایک تسلیماتی لفظ (Greeting) ہے اور اسی حیثیت سے آج کل معاشرے میں رائج ہے، اگرچہ دیگر معانی میں بھی اس کا استعمال ہے، مثلاً حیرانگی یا غصہ کے اظہار کے لیے یا کسی کی توجہ حاصل کرنے کے لیے بھی اس کا استعمال انگریزی زبان میں عام ہے، اسی طرح گفتگو کی ابتدا میں حال چال پوچھنے کی غرض سے بھی اس کا استعمال کثرت سے ہوتا ہے لیکن ان میں کسی جگہ بھی اس کا استعمال بددعائیہ کلمہ کے طور پر نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کا مطلب ان جگہوں میں سے کسی بھی جگہ 'جہنمی' لیا جاتا ہے۔ چناں چہ بنیادی طور پر اگر دیکھا جائے تو یہ لفظ محض ایک تسلیماتی لفظ ہے، کوئی بددعائیہ کلمہ نہیں ہے۔ مشہور انگریزی لغات مثلاً 'آکسفورڈ ڈکشنری'، 'چیمبر ڈکشنری'، 'کیمبریج ڈکشنری' اور 'مریم ویبسٹر ڈکشنری' میں اس لفظ سے متعلق یہی تفصیلات درج ہیں، جو ابھی بیان کی گئی ہیں، اور کم و بیش یہی تفصیلات دیگر انگریزی ڈکشنریوں موجود ہے۔

لفظِ 'Hello' کی ابتدا سے متعلق بہت سے لوگوں کی رائے یہ ہے کہ اس لفظ کا موجِد مشہور سائنس داں تھومس الوا ایڈیسن (Thomas Alva Edison) ہے اور اس نے یہ لفظ فون کال کے شروع میں ابتدائی تسلیماتی (greeting) کلمات کے طور پر متعارف کروایا، جب کہ دوسری طرف ٹیلیفون کے موجد گراہم بیل کا اصرار یہ تھا کہ ابتدائی کلمہ 'ahoy' ہونا چاہیے۔ یہ ساری تفصیل ولیم گرمز 'WILLIAM GRIMES' نے نیو یارک ٹائمز میں ۵/مارچ ۱۹۹۲ء میں شائع ہونے والے اپنے مضمون 'The great Hello mystery is solved' میں بیان کی ہے۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ تھومس الوا ایڈیسن اس کا موجد نہیں ہے جیسا کہ مشہور

کتاب ’Memories of my ghost brother‘ کے مصنّف ’Heinz Insu fenkl‘ نے اپنے ایک مضمون ’Heaven and Hello‘ میں بیان کیا ہے۔(یہ مضمون realms of fantasy نامی میگزین میں 2001 کو شائع ہوا تھا)، لیکن مطالعے سے جو بات سامنے آئی ہے اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ تھومس ایڈیسن اس کا موجد نہ ہو مگر کم سے کم فون پر اس کو متعارف کروانے والے وہی ہیں۔ بہ ہر حال اس کے بعد سے اس لفظ کو کافی شہرت ملی اور اب یہ لفظ بلا کسی مذہب اور قوم کی تخصیص کے تھوڑے بہت لہجے کے فرق کے ساتھ دنیا بھر میں تسلیماتی لفظ کے طور پر مشہور ہے، خصوصاً ٹیلی فون کال پر ابتدائی کلمات کے طور پر اس کی شہرت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے اور جہاں تک بات اس لفظ کے مادّۂ اشتقاق کی ہے تو اس کے بارے میں اکثر لغت کی مشہور کتابوں میں درج ہے کہ یہ ’Hollo‘، ’Hallo‘، ’Holla‘ یا ’Hullo‘ کی بگڑی ہوئی شکل ہے اور یہ الفاظ اپنی اصل وضع کے اعتبار سے توجہ حاصل کرنے کے معنی میں آتے ہیں، جیسا کہ اوپر انگریزی زبان کی چند مشہور ڈکشنریز کی عبارات سے واضح ہے، نیز علمِ اشتقاق ہی سے متعلق ’رابرٹ کے، برنہارٹ‘ کی مشہور ڈکشنری ’Chamber dictionary of etymology‘ کی تصریح سے بھی یہی بات واضح ہوتی ہے۔ البتہ ’Heinz Insu fenkl‘ کا مضمون اس سلسلے میں خاص دل چسپی کا حامل ہے جس کا لُبِّ لباب یہ ہے کہ اس نے اپنے مذکورہ مضمون ہی میں اس مادّۂ اشتقاق کی نفی بعض علمِ اشتقاق کے ماہرین کے حوالے سے کی ہے لیکن بعض کی رائے لازمی بات ہے وہ اعتماد حاصل نہیں کر سکتی جو اکثریت کی رائے کو حاصل ہے۔ نیز انھوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ بعض حضرات

نے Hello کے لفظ میں Hell آنے کی وجہ سے یہ کوشش بھی کی کہ اس کی جگہ 'HeavenO' کر دیا جائے مگر ساتھ ساتھ یہ بھی کہا کہ ان حضرات کی یہ کوشش اور ذہنیت اس لفظِ Hello کی تاریخ اور حقیقت سے ناواقفیت کی بنا پر تھی۔

اس کے بعد موصوف نے اس لفظ Hell کے بہت سے معانی بیان کیے جن میں ایک معنی گریک بائبل (Greek bible) کے حوالے سے 'اَن دیکھا' (Unseen) بھی بیان کیے اور پھر لفظ Hello کی دور دراز کی تاویلات اور ترکیبات سے بعض ایسے معنی بھی بیان کیے ہیں جن میں جہنم کے معنی پائے جاتے ہیں، البتہ اس کے معنی 'جہنمی' ہونا پھر بھی کہیں بیان نہیں کیا مگر اس طرح کی دور دراز تاویلات سے تو سینکڑوں الفاظ کے غلط معنی نکالے جاسکتے ہیں لیکن حتمی بات وہی ہوگی جو لغت اور علمِ اشتقاق کے ماہرین کی رائے ہوگی۔ پھر اپنے مضمون کے آخر میں انھوں نے ترجیح اسی بات کو دی ہے کہ بہ فرضِ محال اگر Hello کو Hell سے کسی بھی طرح متعلق مانا جائے تو اس کے معنی اَن دیکھی چیز کے ہوں گے اور اس کی مناسبت ٹیلی فون سے یہ ہوگی کہ اس میں بھی صرف انسان کی آواز سنائی دیتی ہے، انسان دکھائی نہیں دیتا۔

خلاصہ اس ساری بحث کا یہ ہوا کہ لفظ 'Hello' محض ایک تسلیماتی لفظ (Greeting) ہے اور اسی میں اس کا استعمال شائع ہے، اس کے معنی 'جہنمی' کسی بھی طور پر درست نہیں ہے، اس لیے فی نفسہ فون پر لفظ 'Hello' کا استعمال جائز ہے، گناہ نہیں ہے۔ البتہ بہ حیثیت مسلمان ہمارے شایانِ شان یہ ہے کہ لفظ 'Hello' کے بہ جائے 'السلام علیکم' کا استعمال کریں اور اسی کی ترویج کی جائے تو ہر لحاظ سے بہتر ہے، اس لفظ کو ادا کرنے سے سنت پر عمل کا ثواب بھی ملے گا اور یہ لفظ دوسرے مسلمان

کے حق میں ایک بہترین دعا بھی ہے کہ ’اللہ تم پر سلامتی نازل کرے‘، نیز حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ’اپنے درمیان سلام کو پھیلاؤ‘ اسی طرح ایک اور حدیث میں حضرت براء ابن عازبؓ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا اور سات چیزوں سے منع فرمایا، ان سات چیزوں میں سے جن کا حکم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک یہ تھی کہ ’سلام کو پھیلاؤ‘۔ ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ’سلام، کلام سے پہلے ہے‘ یعنی پہلے سلام کرو اور پھر کلام کرو، اسی طرح ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ’جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملے تو اسے چاہیے کہ اس (بھائی) کو سلام کرے‘۔ ایک اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اسلام کا بہترین عمل کون سا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ ’کھانا کھلاؤ اور سلام کرو، ایسے شخص کو بھی جس کو تم جانتے ہو اور ایسے شخص کو بھی جس کو تم نہیں جانتے‘۔ نیز صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے تمام سنتوں کی طرح اس سنت پر بھی عمل کرنے کا خاص اہتمام فرمانا ثابت ہے، چناں چہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ صرف اسی ارادے سے بازار تشریف لے جاتے کہ جو ملے اسے سلام کریں۔

لہٰذا اگرچہ فون پر Hello کہنا شرعاً جائز ہے لیکن السلام علیکم جیسی عظیم سنّت، نیکی اور دعا کو چھوڑ کر ایک ایسے لفظ کو اپنے معمولات میں شامل کر لینا جس کا کوئی اخروی فائدہ نہ ہو، ایک مسلمان کی شان کے خلاف ہے اور بہ حیثیتِ مسلمان حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات، صحابۂ کرامؓ کا عمل اور شعائرِ اسلام، ہر لحاظ سے ہمارے لیے مقدّم اور محترم ہے اور حقیقت یہ ہے یہ کلمہ اللہ ربّ العزت کی طرف سے بڑا انعام ہے جو امّتِ محمدیہ کو دیا گیا ہے کہ محض ایک تعارفی اور کلام کی ابتدا کے کلمات کو بھی نہ

صرف یہ کہ عبادت بنا دیا بلکہ مستقل ایک ایسی دعا بنا دیا جس کا ہر انسان ہر وقت محتاج ہے، لہٰذا بہترین بات یہ ہے کہ ’Hello‘ کی جگہ السلام علیکم کہنے کی عادت ڈالی جائے اور اس کا جواب وعلیکم السلام کہہ کر دیا جائے۔ (ماخذہ التبویب: ۱۶/ ۱۶۲۲)

(یہ مضمون جامعہ دار العلوم کراچی کے فتوی نمبر (۱۶/ ۱۶۲۲) سے ماخوذ ہے، جو مفتیِ اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب اور مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہما کے دستخط سے جاری ہوا ہے۔)

العبد ندیم احمد انصاری

(خادم الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا)

۲۲/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ الموافق ۲/ مارچ ۲۰۱۶ء